

مکنی اسوہ نبوی اور مسلم اقلیتیں

ڈاکٹر انیس احمد

شرق و مغرب میں علومِ عمران کی بنیاد، جن تصورات پر ہے، ان میں سے ایک کا تعلق اقلیت اور اکثریت کے باہمی تعلق، نفیات، معاشی مضرمات اور سیاسی اور ثقافتی حکمت عملی سے ہے۔ ایسے خطوں میں جہاں مسلمان ایک بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود ملک کی مجموعی آبادی میں کم تر تناسب رکھتے ہوں، عموماً غیر محسوس طور پر ایک اقلیتی نفیات وجود میں آ جاتی ہے، جس میں مدافعانہ اور معدتر پسندانہ انداز اختیار کرتے ہوئے اکثریت سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اقلیت کے انسانی حقوق کے حصول کے لیے مدد و تعاون کریں۔ بعض اوقات اکثریت کے ساتھ سیاسی یا معاشی الحاق کر کے اپنے حقوق کے حصول کے لیے بھی جدوجہد کی جاتی ہے، چنانچہ ثقافتی تشخص ہو یا معاشی خود انحصاری یا معاشرتی تحفظات (مثلاً پرنل لا وغیرہ)، ان سب کے حوالے سے اقلیت بمقابلہ اکثریت کا ماذل انسانوں کے زاویہ نگاہ اور تصویرِ مستقبل پر اثر انداز ہوتا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد لیین مظہر صدیقی بر عظیم پاک و ہند کے علمی حلقوں میں ایک معروف شخصیت اور اسلامی تاریخ و ثقافت کے حوالے سے ایک بلند پایہ استاد کا مقام رکھتے ہیں۔ دینی و تاریخی موضوعات پر آپ کی اعلیٰ تحقیقی تصانیف علمی حلقوں میں آپ کا سلسلہ منوا چکی ہیں۔ زیر نظر کتاب: مکنی اسوہ نبوی ﷺ، مسلم اقلیتوں کے مسائل کا حل، آپ کے آٹھ خطبات پر مشتمل ہے جن کے عنوانات یہ ہیں: • ملکہ کا کشیر قومی معاشرہ • مکنی مسلم اقلیت کا ارتقا • جیشی امت اسلامی • مکنی امت اسلامی کی تشكیل و تعمیر • نظامِ دفاعت و حفظ • دفاعی معاہدے اور تحریت • مسلم اقلیتیں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد، اور • معاصر مسلم اقلیتوں کے لیے لائے عمل۔

حرف آغاز میں مصنف نے ہم عصر اور دیگر علماء و مورخین کے کام پر ایک مجموعی تبصرہ یہ کیا ہے: ”ہمارے علماء نے اسلام کو گذشتہ صدیوں میں ایک حاکم مذہب بنا کر پیش کیا۔ اس کی فتنہ اسلام کے صرف نظام حاکمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ اس کی عام دینی تعلیمات کے بارے میں یہ تصور و عمل بنا کر وہ حکمرانی کی فضائیں پار آ رہو ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اسلامی ریاست کا قیام اور اقتدار کا حصول ایک بنیادی غصربن گیا۔ اس حد تک تو بات ٹھیک تھی کہ اسلام اپنے مانے والوں کو غالبیت حاصل کرنے پر ابھارتا ہے اور مغلوبیت و حکومیت کو مجبوری میں برداشت کرتا ہے، لیکن اسلام کی ہر آن و ہر حال میں غالبیت و حکمرانی کے تصور نے بڑی خرابی برپا کی۔ علماء فقہاء اور اہل رائے کے علاوہ یہ فکر و تصور عوام الناس کے دلوں اور دماغوں میں اس طرح راخن ہو گیا کہ حکمرانی مسلمانوں کی سائیکی بن کر رہ گئی۔ اتفاق سے تاریخی ارتقاء اور انقلابات نے بھی اسلام کو ایک حکمران مذہب اور غالب نظام حیات بنا کر پیش کیا۔“ (ص viii, vii)

مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ: ”تاہم اس دور ابتدا و آزمائش اور زمانہ مغلوبیت و حکومیت میں علماء و عوام دونوں کے ذہن سے حکمرانی کی خوب نہیں گئی۔ علماء، صاحبان فکر و دانش اور اہل بینش و قلم ہونے کے باوجود اسلامی نظام کی حکمرانی کی تاریخ لکھتے رہے اور عوام، ان کے ایجاد کردہ نئے میں سرمدی خوے سلطانی رہے۔ ان کی فکر و عمل میں اسلام اور اسلامی ریاست کے شان دار ماضی کی حکمرانی کے کارنا میں جلوہ آرائی کرتے رہے اور وہ اپنی تحریریوں سے حکمرانی و سلطانی کے نفعے بکھیرتے رہے جن سے عوام الناس بھی حظ و نشاط حاصل کرتے اور حکمرانی کے جلوے دیکھتے رہے۔ دونوں میں سے کسی کو حقیقت حال کو سمجھنے کی توفیق نہیں ہوئی۔

”اس دور مغلوبیت میں اسلامی علوم و فنون کے ذخیرے میں برابر اضافے ہوتے رہے اور ان میں سے بہت سے عظیم الشان و بے مثال بھی ہیں۔ تفسیر و حدیث ہو یا فقہ و تفہیم، تاریخ و سیرت ہو یا کلام و فلسفہ یا دوسرے سماجی اور سائنسی علوم و فنون، سب مالا مال ہوئے لیکن ان سب کی بنیاد قدیم علوم و فنون کے اساطین پر استوار تھی۔ قرون حاکمیت میں جو نفع، بنیاد، طریقہ اور فکری و تحریری انداز استوار ہو گیا تھا، اسی پر بعد کی تمام کتابیں لکھی جاتی رہیں، حتیٰ کہ فقہ اور تاریخ میں بھی اسلامی ریاست کے اندازِ حکمرانی کی حاکمیت قائم رہی اور کسی کو بھی فقہ اقلیت مرتب کرنے کی توفیق ہوئی۔

اور نہ تاریخ مغلوبیت رقم کرنے کی بہت پڑی۔” (ص viii-ix)

اس کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ: ”یوں تو پوری سیرت طیبہ کا اصل تجزیہ و تحلیل باقی ہے اور مدتیں باقی رہے گا مگر مکنی دور کا تجزیہ تو انتہائی ناقص ہے۔ ہمارے بزرگ اہل قلم میں سے کسی نے یہ نہیں سوچا کہ اسلامی تاریخ اور نبی سیرت کا ارتقا خالص دورِ حکومی میں ہوا تھا۔“ (ص x)

مصنف کا یہ خیال ہے کہ: ”اس حقیقت کا ادراک بھی ذرا کم کم ہے کہ مکنی دور اسلام کا دورِ مغلوبیت تھا اور مسلمانوں کا زمانہ اقلیت۔ ان ابتدائی ۱۳ برسوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو احکام مکنی سورتوں میں دیے گئے، ان کا تجزیہ تو بالکل ہی نہیں کیا گیا اور جو کیا گیا وہ تجزیہ ہی نہیں۔ واقعاتِ تاریخ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کیسے مرتب کی؟ اس کا پتا بھی نہیں چلتا اور ان کے تجزیے کی روشنی میں اقلیت کی تاریخ، فلسفہ تاریخ، طریق زندگی، منہج عمل اور اندازِ فکر مرتب کرنے کا ہوش بھی نہیں آیا۔ حالانکہ اس مکنی دورِ اقلیت میں اسلام کے ایک خاص انداز اور مسلمانِ عالم کی ایک حیثیت کے لیے کامل دستور موجود ہے۔“ (ص x)

اس ضمن میں ہماری پہلی گزارش یہ ہے کہ مکنی دور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ کا ایک زاویہ یہ ہو سکتا ہے کہ اسلامی تحریک کو ایک اقلیت، اور مشرکینِ مکنے کو ایک اکثریت مان لیا جائے لیکن اس میں جو امر مانع نظر آتا ہے، وہ اسلام کا بنیادی مزاج ہے۔ کلمۃ اللہ کی پیچان اس کا علیہ، بلند اور بلند ترین ہونا ہے، اور تعداد میں کم ہونے کو حکومیت، قرار دینا مکنے کی دعوتی تاریخ کے ساتھ انصاف نہیں کہا جاسکتا۔ اسلام یا اسلامی جماعت حکوم تو جب ہوتی جب مکنے میں کوئی سیاسی، معاشرتی اور معاشی اقتدار ہوتا جس میں اقلیت کی تعداد کے نتасب سے کوئی نمایندگی کی جگہ ہوتی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اقلیتی حزب اختلاف کا کردار ادا کر رہے ہوتے۔ یہاں معاملہ یہ ہے کہ حق کے پیروکار چاہے ۱۰۰ سے کم ہوں، ان سے ہزارہا افراد خائف ولرزاں ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس حوالے سے جو اصول سورہ انفال میں بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر ۲۰ صابرین ہوں تو ۲۰۰ مشرکین پر غالب آئیں گے۔ اس تاظر میں مکنے میں مسلمان حکوم، کس زاویے سے بن سکتے ہیں۔ وہ تو قلت تعداد کے باوجود اہل مکنے کے لیے ایک عظیم خطرہ تھے۔ دوسری گزارش یہ کہ مکنی دورِ حکومیت کی طرح ”مغلوبیت“ کہنا بھی محل نظر ہے۔ ”مغلوبیت“

اس ڈینی اور نفیاتی کیفیت کو کہا جاتا ہے جس میں بعض صلاحیتوں کے باوجود کوئی فرد یا قوم دوسری قوم، تہذیب یا ثابتت سے مرعوب ہو کر اس کے اطوار، طرز فکر یا انداز کو اپنالے اور اس کا اپنا شخص دب جائے، جب کہ مکنی دور میں لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کا اظہار جمعیت صحابہ کی ہر ہرادا سے ہوتا ہے۔ تو حید کا مطلب ہی یہ تھا کہ لا غالب الا ہوت وہ 'مغلوب' کیسے ہوتے؟

'حرف آغاز' کے بعد آنے والے سات ابواب محترم پروفیسر صاحب کے تاریخی واقعات کو تحقیقی انداز میں پیش کرنے کی دلیل ہیں۔ مراجع و مصادر بھی اسی بات کی شہادت دیتے ہیں لیکن ان سات ابواب میں گو، انتہائی قلتی مواد ہے لیکن مسلم اقلیتوں کے مسائل سے بجاے خود گہر اعلق نظر نہیں آتا۔ اگرچہ جا بجا اقلیت کی اصطلاح کا استعمال ہوا ہے، البتہ آخری باب پوری کتاب کا حامل کہا جاسکتا ہے۔ اس باب میں مسلم اقلیتوں کے حقیقی مسائل کے حوالے سے داعیانہ حکمت عملی کی روشنی میں جو تجویز دی گئی ہیں، وہ قابل تعریف ہیں، تاہم بعض مفروضات سے شدید اختلاف کیا جاسکتا ہے، مثلاً: "سیرت نبوی میں مسلم اقلیتوں کے لیے اسوہ نبوی موجود ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی تعلیمات والہی ارشادات کے پس منظر میں ۱۳ بررسوں تک مکنی مسلم اقلیت کی تعمیر و ارتقا کا ایک نقشہ تیار کیا۔ قریش مکہ اور اکابر شہرِ الہی کی اشرافیہ کی روایات حکمرانی اس مسلم اقلیت کا پیش منظر تھیں"۔ (ص ۲۹)

آٹھویں باب کے افتتاحی مجلہ کا باقیہ نصف میری ناقص رائے میں نہ تاریخی طور پر اور نہ فکری طور پر ہی قابل قبول ہے۔ گویا کہا یہ جا رہا ہے کہ مکنی دور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات کے پس منظر میں جو منجع دعوت اختیار فرمایا، وہ مسلمانوں کو اقلیت مانتے ہوئے بنایا گیا اور مدینہ سے بالکل مختلف حکمت عملی اس غرض سے بنائی کہ اسلام جہاں کہیں بھی ایسی صورت حال میں ہو کہ غیر مسلموں کی اکثریت ہو تو مکنی دور کی ہر سنت کو مدینی دور کی ہر سنت پر فوکیت دی جائے۔ مزید یہ کہ کیا واقعی مکنی اسوہ کسی اقلیت زدہ مغلوب ذہنیت کا پتا دیتا ہے؟ کیا مکنی دور سے 'تبریج جاہلیہ' کے ساتھ کوئی مفہوم اختیار کی گئی یا اس کو حکم خلا جلیلخ کیا گیا؟

ایسے ہی یہ کہنا کہ: "اسی نظام قدرت اور قانون فطرت کے مطابق یہ اصول عمل طے پا گیا کہ مسلم اقوام ہمیشہ اقلیت سے آغاز کریں گی، قوانین الہی اور ارشادات نبوی کے مطابق عمل کریں گی، تو

رفتہ رفتہ اقلیت کے عصری نشوونما کا قانون جاری ہو گا اور وہ ان کو مختلف مراحل ارتقا اور درجات ترقی سے گزار کر اکثریت کی طرف لے جائے گا۔ (ص ۲۸۱) یہ ایک مفروضہ ہے جس کی کوئی دلیل اور ثبوت فراہم نہیں کیا گیا۔

بہ ایں ہم یہ باب ہر داعی کے لیے غور کا مواد فراہم کرتا ہے۔ گواہ اقلیتی زاویے سے بات کی گئی ہے لیکن اکثر نکات میں عصر حاضر کے اقلیتی مسائل سے گھری واقفیت کا عکس پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اقلیتوں کے تعلیمی، ثقافتی، معاشی، ابلاغی مسائل پر پھر بحث کے حوالے سے مختلف احکامات وغیرہ سے ۴ عمدہ بحث ہے۔

اگر مصنف محترم اقلیت و اکثریت کی جگہ فرد اور جماعت اور مکے میں مسلم اقلیت کی جگہ حزب اللہ اور اس کی مخالف کفر، طاغوت، مشرک اور ضلالت کی جماعت کے تناظر میں ان عملی مسائل کا جائزہ لیتے تو شاید مکنی دور کے ماذل کی بہتر تشریح ہو سکتی تھی۔

اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی نے کتاب کی طباعت کا بہت اچھا اہتمام کیا ہے۔ یہ کتاب علمی کتب خانوں میں ایک قیمتی اضافہ ہو گی۔

(مکی اسوہ نبوی شریعت، مسلم اقلیتوں کے مسائل کا حل، پروفیسر ڈاکٹر محمد نیشن مظہر صدیقی۔
ناشر: اسلامک ریسرچ اکیڈمی، فیڈرل بی ایریا، کراچی۔ صفحات: ۳۲۵۔ قیمت: ۳۰۰ روپے۔)

اہم گزارش: اس رسالے میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات کی کوئی ذمہ داری ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن کی انتظامیہ کی نہیں ہے۔ قارئین اپنی ذمہ داری پر معاملات کریں۔ (ادارہ)